تالیف
الشیخ خالد بن یعقوب الشطی

ترجمہ
مولانا عبدالرشید تونسوی

فوت شدگان کو ثواب کیسے پہنچائیں؟

تالیف
الشیخ خالد بن یعقوب الشطی

ترجمہ
مولانا عبدالرشید تونسوی

مکتبہ اسلامیہ

فوت شدگان کو ثواب کیسے پہنچائیں؟

تالیف

الشیخ خالد بن یعقوب الشطی

ترجمہ

مولانا عبدالرشید تونسوی

اشاعت ---------- 2014ء

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

مطبع

مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس لاہور
0300-8661763

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور پاکستان: بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد 041-2631204- 2641204

Email: maktabaislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page: maktabaislamiapk

فہرست

مقدمہ 5

میت کو دوسروں کی طرف سے نفع پہنچانے والے کام

① نمازِ جنازہ 14
② قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا اور مغفرت طلب کرنا 17
③ قبرستان کی زیارت اور میت کے لیے دعائے مغفرت 18
④ میت کے حق میں مسلمانوں کی دعا 21
⑤ میت کے قرض کی ادائیگی 24
⑥ نذر اور روزوں کی قضا 27
⑦ میت کی جانب سے صدقہ ادا کرنا 30
⑧ میت کی جانب سے غلام یا لونڈی آزاد کرنا 33
⑨ میت کی جانب سے حج کرنا 34

میت کو اس کے اپنے اعمال سے حاصل ہونے والے فوائد

① میت کے نیک اثرات اور صدقہ جاریہ 37
② نیک اولاد کے اعمالِ صالحہ 38
③ صدقہ جاریہ، علم نافع اور دعا کرنے والی نیک اولاد 41

④ قرآنِ مجید وقف کرنا، مسجدیں اور سرائے تعمیر کرنا اور نہریں کھدوانا 42
⑤ میت نے کسی اچھے کام کی بنیاد ڈالی یا ہدایت کی دعوت دی اللہ کی.... راہ میں پہرہ دیا اور جہاد کیا........ 43
⑥ پودا لگانا یا کھیتی کرنا........ 46

وہ امور جو میت کے لیے بے فائدہ ہیں

① رخسار پیٹنا اور گریبان چاک کرنا........ 48
② جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا یا تلاوتِ قرآن کرنا........ 49
③ قبر پر میت کو تلقین کرنا اور قرآن پڑھنا........ 49
④ سورۃ فاتحہ اور یٰس وغیرہ کی تلاوت کرنا........ 50
⑤ قبر پر پودا یا کھجور کی ٹہنی لگانا........ 51
⑥ قبر کے پاس اذان دینا........ 51
⑦ قبروں کے پاس تلاوت کے لیے قرآن رکھنا........ 51
⑧ تلاوت، نوافل اور ذکر کے لیے جائیدادیں وقف کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا........ 52
⑨ میت پر قرآن پڑھنے کے لیے لوگوں کو اجرت پر حاصل کرنا........ 52
⑩ ختم دلانے کے لیے جمع ہونا........ 53
⑪ قبروں کو بلند کرنا اور انہیں پختہ بنانا........ 53
⑫ دسواں، بیسواں، چہلم اور برسی وغیرہ........ 54
⑬ قبرستان کی زیارت کے لیے عید کا دن مخصوص کرنا........ 56

مقدمہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لاَّ نَبِیَّ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدَہٗ.

عزیزی وتلمیذی الرشید عبداللہ یوسف صاحب نے ''مسلمان کو مرنے کے بعد فائدہ پہنچانے والے اعمال'' کے موضوع پر ایک رسالے کا ذکر کیا۔ راقم نے جب اس رسالہ کو دیکھا تو مختصر مگر جامع پایا اور قابل اشاعت گردانا۔ اس لیے مناسب سمجھا کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے اور اس پر کچھ کام کر دیا جائے تا کہ رسالہ کی اہمیت بھی بڑھ جائے اور قاری کو سچی باتوں کے دلائل بھی عربی نصوص کے ساتھ پڑھنے اور دیکھنے کا موقع میسر آئے۔ الشیخ خالد بن یعقوب الشطی اپنے رسالے کا تعارف یوں کراتے ہیں:

''چند اوراق کا یہ مجموعہ جو بعض اہل علم کے منتخب کلام پر مشتمل ہے، یہ زندوں کے لیے بھی مفید ہے تا کہ وہ اپنی عمر کے لمحات کو غنیمت جانیں اور فانی دنیا سے اپنا حصہ حاصل کرتے ہوئے آخرت کے لیے عمل کریں۔ اور فوت شدگان کے لیے بھی اس معنی میں اہم ہے کہ ہر زندہ شخص کے کوئی نہ کوئی ایسے رشتہ دار مثلاً ماں باپ، بہن بھائی وغیرہ ضرور موجود ہوتے ہیں جو اس سے پہلے انتقال کر چکے ہوتے ہیں، ان کی طرح اس نے بھی ضرور ایک دن اس دنیا کو چھوڑ جانا ہے۔ اس لیے زندہ کو چاہیے کہ وہ ایسے کام کرے جو مرنے کے بعد بھی اس کے لیے نفع بخش ہوں۔ مثلاً صدقہ جاریہ اور نافع علم وغیرہ تا کہ وہ ان اعمال صالحہ کے ساتھ قبر میں داخل ہو اور زندوں کے لیے

ضروری ہے کہ وہ اپنے قریبی مرحوم بھائیوں کے لیے نیکی کریں، کیوں کہ جیسا عمل ہوگا ویسا ہی صلہ ملے گا۔ اگر آپ نے اپنے مرحومین کے لیے کارِ خیر کیا تو آنے والی نسل آپ کے لیے نیک کام کرے گی۔ میت کے ایصال ثواب کی خاطر اتنے مسنون کام ہیں کہ جو ان خرافات و بدعتی اعمال سے بے نیاز کرنے والے ہیں جن کے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ وہ میت کو فائدہ پہنچانے والے ہیں۔"

ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ یہ خدمت ہماری زندگی میں بھی قبول فرمائے اور موت کے بعد بھی: واللّٰہ من وراء القصد والحمدللّٰہ رب العالمین، آمین!

اس رسالہ کے تین ابواب ہیں:

اول: دوسروں کے عمل سے میت کو نفع پہنچانے والے کام ذکر کیے گئے ہیں۔

دوم: میت کو اس کے اعمال سے حاصل ہونے والے فوائد کا ذکر ہے۔

سوم: وہ امور جو میت کے لیے بے فائدہ ہیں۔

اور وہ بے فائدہ اس لیے ہیں کہ شریعت میں ان کی کوئی دلیل نہیں۔ جن کی دلیل ہے وہ پہلے دو ابواب میں مذکور ہیں۔ ایک تقرب الی اللہ والے کام کی دلیل شرعی نہ ہونا ہی اس کے غیر مشروع ہونے کی واضح دلیل ہے۔ اس لیے وہاں صرف ائمہ کے اقوال ذکر کر کے اتنا لکھ دیا گیا ہے کہ اس کام کی شرعی دلیل نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک بات کی وضاحت ضروری ہے، جو ہر قاری اس رسالہ میں محسوس کرے گا وہ ہے: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴾ کا معنی ومفہوم۔

عام تفاسیر اور ایصال ثواب کے موضوع پر لکھی گئی کتب میں اس آیت کا مطلب اور مفہوم کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے اور موضوع بحث بنایا گیا ہے جیسے یہ آیت اسی ایک مسئلہ سے متعلق اتاری گئی ہے۔ تو آیئے پہلے مختلف علما اور مفسرین کے اقوال پڑھتے اور حقیقت سے آگاہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

مولانا محمد منظور نعمانی ''تحقیق مسئلہ ایصال ثواب'' میں لکھتے ہیں:

﴿ لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴾ انسان کے لیے بس وہی ہے جو اس نے سعی کی اور کمایا۔

لیکن اگر سلامت فہم کے ساتھ معمولی غور وفکر سے کام لیا جائے تو یہ غلط فہمی دور ہوسکتی ہے۔ یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس آیت میں انسان پر جو ''ل'' ہے، یہ آیا ملکیت کے لیے ہے یا انتفاع کے لیے؟ پہلی صورت میں آیت کا مطلب اور مفاد یہ ہوگا کہ انسان صرف اپنی ہی سعی ومحنت اور اپنی ہی کمائی کا مالک ہے، دوسروں کی محنت اور کمائی کا وہ مالک نہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں بلکہ نظریہ ایصال ثواب کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ انسان چوں کہ اپنی سعی وعمل کا مالک ومختار ہے اس لیے اس کو حق ہے کہ وہ اپنی چیز دوسرے کو ہدیہ کردے۔ بہر حال اس آیت میں اگر ''ل'' ملکیت کا مانا جائے تو مسئلہ ایصال ثواب کے لیے یہ آیت مخالف تو کیا ہوگی کچھ مؤید وموافق ہی ہوگی اور اہل علم کو معلوم ہے کہ ''ل'' کا استعمال زیادہ تر ملکیت ہی کے لیے ہوتا ہے اور قرآن مجید میں اس کا بیشتر استعمال اسی معنی میں ہوا ہے۔

اور اگر دوسری صورت اختیار کی جائے یعنی ''ل'' کو انتفاع کے لیے لیا جائے تو آیت کا مطلب اور مفاد یہ ہوگا کہ انسان کو اپنی ہی سعی ومحنت سے نفع ہوتا ہے اور اس

کی اپنی ہی کمائی اس کے کام آتی ہے۔

پھر اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ یہ حصر محض اضافی اور عرفی ہے، منطقی قسم کا حصر کلی نہیں ہے۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی رحمہما اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے میت کے لیے صدقہ کرنے کا جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے۔ میت اور صدقہ کرنے والے دونوں کو اس سے فائدہ بھی پہنچتا ہے، خاص طور پر جب اولاد اپنے والدین کے لیے صدقہ کرتی ہے، لیکن یہ عام حکم میں سے خاص ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ [2]

''انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے اپنی زندگی میں کمایا۔''

(فتح الباری: ۵/ ۲۹۰؛ شرح صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ کا عام قانون یہ ہے کہ ہر شخص پہلے اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرے، والدین اور اولاد سب ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں، پھر اس میں سے خاص رعایت یہ رکھی گئی کہ نیک والدین کی نیک اولاد کے نیک عملوں پر ملنے والے اجر میں فوت شدہ والدین کو بھی شریک بنا دیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہونے کے باجود اپنے گمراہ باپ کو فائدہ نہ پہنچا سکے تو آج یہ سلسلہ کیسے قائم ہو سکتا ہے؟ [3]

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ تیسیر الکریم الرحمٰن (ص:۸۲۲) میں فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نیکی کا کام زندوں

---

[1] تحقیق مسئلہ ایصال ثواب۔ [2] ۵۳/النجم:۳۹۔

[3] جنازے کے مسائل از مولانا فضل الرحمٰن ازہری۔

اور مردوں کو نہیں پہنچایا جاسکتا (یعنی اس کا ایصال ثواب ممنوع ہے) انہوں نے اس فرمان باری تعالیٰ ﴿ وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴾ سے استدلال کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: انسان کے لیے صرف وہ ہے جو اس نے سعی کی۔ لہٰذا غیر کی سعی کے پہنچنے کی نفی ہو رہی ہے۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ انسان کے لیے صرف وہ ہے جو اس نے خود کوشش کی۔ یہ حق ہے، اس میں اختلاف بھی نہیں۔ لیکن اس فرمان میں یہ نہیں ہے کہ انسان غیر کی سعی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب کہ غیر اس کو ایصال کرے۔ جیسا کہ مال میں سے انسان کے لیے وہ ہے جو اس کی ملکیت ہے اور اس کے قبضے میں ہے، اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اگر غیر اپنے مال میں سے اسے کچھ ہبہ کر دے تو یہ اس کا مالک نہیں بن سکتا۔

مولانا مودودی مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اور اس ارشاد سے بھی تین اہم اصول نکلتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر شخص جو کچھ بھی پائے گا اپنے عمل کا پھل پائے گا۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص کے عمل کا پھل دوسرا نہیں پا سکتا الا یہ کہ اس عمل میں اس کا اپنا کوئی حصہ ہو۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص سعی وعمل کے بغیر کچھ نہیں پا سکتا۔ ان تین اصولوں کو بعض لوگ دنیا کے معاشی معاملات پر غلط طریقے سے منطبق کر کے ان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی محنت کی کمائی کے سوا کسی چیز کا جائز مالک نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ بات قرآنِ پاک ہی کے دیے ہوئے متعدد قوانین اور احکام سے ٹکراتی ہے۔ مثلاً قانون وارثت، جس کی رو سے ایک شخص کے ترکے میں سے افراد حصہ پاتے ہیں اور اس کے جائز وارث قرار پاتے ہیں۔

درآنحالیکہ یہ میراث ان کی اپنی محنت کی کمائی نہیں ہوتی بلکہ ایک شیر خوار بچے کے متعلق تو کسی کھینچ تان سے بھی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں اس کی محنت کا بھی کوئی حصہ تھا۔ اسی طرح احکام زکوٰۃ وصدقات، جن کی رو سے ایک آدمی کا مال دوسروں کو محض ان کے شرعی واخلاقی استحقاق کی بنا پر ملتا ہے اور وہ اس کے جائز مالک ہوتے ہیں، حالانکہ اس مال کے پیدا کرنے میں ان کی محنت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اس لیے قرآن کی کسی ایک آیت کو لے کر اس سے ایسے نتائج نکالنا جو خود قرآن کی دوسری تعلیمات سے متصادم ہوتے ہوں، قرآن کے منشا کے بالکل خلاف ہے۔ بعض دوسرے لوگ ان اصول کو آخرت سے متعلق مان کر یہ سوالات اٹھاتے ہیں کہ آیا ان اصولوں کی رو سے ایک شخص کا عمل دوسرے شخص کے لیے کسی صورت میں بھی نافع ہو سکتا ہے؟ اور کیا ایک شخص اگر دوسرے شخص کے لیے یا اس کے بدلے کوئی عمل کرے تو وہ اس کی طرف سے قبول کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے عمل کے اجر کو دوسرے کی طرف منتقل کر سکے؟

ان سوالات کے جواب اگر نفی میں ہوں تو ایصالِ ثواب اور حج بدل وغیرہ سب ناجائز ہو جاتے ہیں، بلکہ دوسرے کے حق میں دعائے استغفار بھی بے معنی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ دعا بھی اس شخص کا اپنا عمل نہیں ہے جس کے حق میں دعا کی جائے۔ مگر یہ انتہائی نقطۂ نظر معتزلہ کے سوا اہل اسلام میں سے کسی نے اختیار نہیں کیا ہے۔ صرف وہ اس آیت کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ ایک شخص کی سعی دوسرے کے لیے کسی حال میں بھی نافع نہیں ہو سکتی۔ بخلاف اس کے اہل سنت ایک شخص کے لیے دوسرے کی دعا کے نافع ہونے کو تو بالاتفاق مانتے ہیں کیوں کہ وہ قرآن سے ثابت ہے، البتہ ایصالِ

ثواب اور نیابۃً، دوسرے کی طرف سے کسی نیک کام کے نافع ہونے میں ان کے درمیان اصولاً نہیں، بلکہ تفصیلات میں اختلاف ہے۔۔۔

مگر اس سلسلے میں چار باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں:

ایک یہ کہ ایصال اسی عمل کے ثواب کا ہوسکتا ہے جو خالصتاً اللہ کے لیے اور قواعد شریعت کے مطابق کیا گیا ہو ورنہ ظاہر ہے کہ غیر اللہ کے لیے یا شریعت کے خلاف جو عمل کیا جائے، اس پر خود عمل کرنے والے ہی کو کسی قسم کا ثواب نہیں ملتا کجا کہ وہ کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں صالحین کی حیثیت سے مہمان ہیں ان کو ثواب کا ہدیہ یقیناً پہنچے گا مگر جو وہاں مجرم کی حیثیت سے حوالات میں بند ہیں انہیں کوئی ثواب پہنچنا متوقع نہیں۔ اللہ کے مہمانوں کو ہدیہ تو پہنچ سکتا ہے مگر امید نہیں کہ اللہ کے مجرم کو تحفہ پہنچ سکے۔ منی آرڈر اگر مرسل الیہ کو نہ پہنچے تو مرسل کو واپس مل جاتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ایصال ثواب تو ممکن ہے مگر ایصال عذاب ممکن نہیں ہے۔ یعنی یہ تو ہوسکتا ہے کہ آدمی نیکی کر کے کسی دوسرے کے لیے اجر بخش دے اور اس کو پہنچ جائے مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ آدمی گناہ کر کے اس کا عذاب کسی کو بخشے اور وہ اسے پہنچ جائے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ نیک عمل کے دو فائدے ہیں: ایک اس کے وہ نتائج جو عمل کرنے والے کی اپنی روح اور اس کے اخلاق پر مترتب ہوتے ہیں اور جن کی بنا پر وہ اللہ کے ہاں بھی جزا کا مستحق ہوتا ہے۔ دوسرے اس کا وہ اجر جو اللہ تعالیٰ بطور انعام

اسے دیتا ہے۔ ایصالِ ثواب کا تعلق پہلی چیز سے نہیں ہے بلکہ صرف دوسری چیز سے ہے۔ [1]

اس فرمانِ باری تعالیٰ ﴿ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ﴾ کو صرف ایصالِ ثواب کے مسئلہ سے مخصوص کر دینا درست نہیں بلکہ یہ عموماتِ قرآن میں سے ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی سعی کا ذمہ دار ہے اور انسان کی جزا و سزا کا دار و مدار اس کی سعی پر ہے، اگر سعی اچھی ہے تو جزا اچھی اور سعی بری تو سزا بھی بری ہوگی۔ قرآن کہتا ہے ﴿ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴾ کہ تمہاری کوشش مختلف ہے۔ کوئی رحمٰن کی فرمانبرداری کر رہا ہے تو جوئی اس کی بغاوت پر کمر بستہ ہے، کوئی شیطان کا مقابلہ کر رہا ہے تو کوئی اس کا دوست بنا ہوا ہے۔ اس لیے انسان سمجھ لے کہ جیسا بوئے گا ویسا کاٹے گا۔ رہا مسئلہ ایصالِ ثواب کا تو اس کے لیے اصول یہ ہے کہ ایک انسان اپنے کسی زندہ بھائی کو جن نیک اعمال کے ذریعے فائدہ پہنچا سکتا ہے اور اس کا نائب بن سکتا ہے، وفات کے بعد بھی وہ ان امور کے ذریعے اس سے حسنِ سلوک کر سکتا ہے اور جن نیکیوں میں زندہ حالت میں اس کے کام نہیں آسکتا مرنے کے بعد بھی نہیں آسکتا۔ مثلاً ایک مسلمان کسی زندہ مسلمان بھائی یا باپ یا بیٹے وغیرہ کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا لہٰذا مرنے کے بعد بھی نہیں پڑھ سکتا۔ دوسری طرف والدین روزے کی نذر مانتے ہیں مگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے روزے رکھنے سے قاصر ہیں تو وہ اپنی اولاد کو یا کسی اور کو روزہ رکھوا سکتے ہیں، نذر پوری ہو جائے گی۔ کسی پر حج فرض ہے، لیکن طاقت اور ہمت نہیں ہے تو زندگی ہی میں کسی کو حج بدل کرا سکتا ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد بھی ان کی نذر کو پورا کیا جا سکتا ہے، ان کی طرف سے حج ادا ہو سکتا ہے۔ اب کوئی

---

[1] تفهيم القرآن: ٥/ ٢١٩_٢١٤

مسلمان اپنی زندگی میں کسی سے نہیں کہتا، نہ کہہ سکتا ہے کہ میری طرف سے قرآن کی تلاوت کر لیا کرو۔ اگر کہے گا تو لوگ اسے دیوانہ کہیں گے، لہٰذا اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی طرف سے کوئی قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ علی ہذا القیاس تمام عبادات و معاملات کو سمجھ لیجئے۔

گویا کسی عمل کے متعلق شرعی حکم معلوم کرنا ہے تو ایک وقت کے لیے میت کو زندہ تصور کریں پھر دیکھیں آپ کا اس سے کیسا سلوک ہو گا وہی مرنے کے بعد بھی لاگو ہو گا۔ کتاب میں موجود دلائل اور مقدمہ میں مذکور علما کے دلائل سے یہی نتائج مستنبط ہوتے ہیں۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ

طالب دعا

عبدالرشید تونسوی

بابِ اوّل

میت کو دوسروں کی طرف سے نفع پہنچانے والے کام

① نماز جنازہ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ)) وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ: ((غُفِرَ لَهُ))[1]

رسولِ مکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس میت کی نماز جنازہ امت مسلمہ کے سو افراد ادا کرتے ہوئے سبھی اس کی شفاعت کرتے ہیں تو ان کی سفارش اس میت کے حق میں قبول کی جاتی ہے اور دوسری حدیث میں ہے: اسے بخش دیا جاتا ہے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ))[2]

''جس مسلمان میت کی نمازِ جنازہ چالیس ایسے مسلمان ادا کریں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں ان کی سفارش کو ضرور قبول فرماتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق بیان

---

[1] صحیح مسلم:۹۴۷؛ ابن ماجہ:۱۴۸۸۔

[2] صحیح مسلم:۹۴۸، سنن ابی داؤد:۳۱۷۰، سنن ابن ماجہ:۱۴۸۹۔

فرمائے، ان میں ایک اتباع جنازہ بھی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کو اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ)) [1]

"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں؛ سلام کا جواب دینا، بیمار کی بیماری پرسی کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا (شرکت کرنا)، دعوت کا قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔"

نماز جنازہ کی ماثور ادعیہ کا مطالعہ کیا جائے تو بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ کا میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لہٰذا اخلاص سے یہ دعائیں کی جائیں۔ چند دعائیں یہاں ذکر کی جارہی ہیں، ہر مسلمان کو یہ دعائیں یاد کرنی چاہئیں۔

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) [2]

"اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما اور عافیت عطا فرما، اور معاف فرما اور اس کی اچھی مہمانی فرما، اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اس کو پانی سے،

---

[1] صحیح بخاری: ۱۲۴۰؛ صحیح مسلم: ۲۱۶۲۔

[2] صحیح مسلم: ۹۶۳؛ سنن ابن ماجه: ۱۵۰۰۔

برف سے اور اولوں سے دھودے اور اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا ہے، اور اسے دنیا کے گھر سے اچھا گھر دے، اور دنیا کے اہل سے اچھا اہل مرحمت فرما، اور اس کی بیوی کے بدلے میں بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل کر دے اور عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے اس کو بچا۔"

اس حدیث کے راوی صحابی عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے دعا سن کر فرمایا تھا: کاش یہ میری ہوتی جس پر اتنی پیاری دعا زبانِ رسول پڑھی جا رہی ہے۔

((اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيمُ)) [1]

"یا اللہ! فلاں بن فلاں! تیرے ذمے اور تیری پناہ میں ہے، اسے قبر کے فتنے اور آگ کے عذاب سے بچا تو قول پورا کرنے والا اور حق وصداقت والا ہے، اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم کر، تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَآءَ فَاغْفِرْ لَهُ)) [2]

---

[1] سنن ابی داود: ۳۲۰۲؛ سنن ابن ماجہ: ۱۴۹۹۔

[2] سنن ابی داود: ۳۲۰۰۔

”اے اللہ! تو اس میت کا رب ہے، تو نے اسے پیدا کیا اور اسلام کا راستہ بتایا ہے تو نے ہی اس کی جان نکالی ہے اور تو اس کے ڈھکے چھپے اور کھلے کو خوب اچھی طرح جانتا ہے، ہم سب اس کی سفارش کے لیے آئے ہیں، لہٰذا اسے بخش دے۔“

((اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ حَسَنَاتِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّاٰتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَآ اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ)) [1]

”اے اللہ! یقیناً یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری بندی کا بیٹا ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یقیناً محمد تیرے بندے اور رسول ہیں اور تو ہی اس میت کو زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر گناہ گار تھا تو اس کی برائیوں سے درگزر فرما۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں مبتلا نہ کر۔“

② قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا اور مغفرت طلب کرنا

جو میت کو قبر میں اتارتا ہے، اسے دعا پڑھنی چاہیے:

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو قبر میں اتارتے

---

[1] مؤطا مالك، كتاب الجنائز، باب مايقول المصلّى على الجنازة: ٥٣٦۔

تو یہ دعا پڑھتے: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) ❶
"اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق"۔

یہ الفاظ بھی ثابت ہیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) ❷

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَاسْأَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ)) ❸

"جب نبی کریم ﷺ میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے: اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور ثابت قدمی کا سوال کرو، اس لیے کہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا"۔

③ قبرستان کی زیارت اور میت کے لیے دعائے مغفرت

بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّ فِيْ زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً))

"میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو، وہ تمھیں آخرت یاد دلاتی ہیں"۔ ❹

---

❶ سنن ابی داود: ۳۲۱۳۔ ❷ سنن الترمذی: ۱۰۴۶۔
❸ سنن ابی داود: ۳۲۲۱۔ ❹ صحیح مسلم: ۹۷۷؛ سنن ابی داود: ۳۶۹۸۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ زَارَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِسْتَاْذَنْتُ رَبِّیْ اَنْ اَسْتَغْفِرَلَهَا فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِیْ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ)) [1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر کی زیارت کی، آپ رونے لگے اور جو آپ کے پاس تھے انہیں بھی رلا دیا۔ پھر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے استغفار کرنے کی اجازت چاہی جو مجھے نہ ملی، پھر میں نے ان کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مانگی جو مجھے مل گئی۔ پس قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت یاد دلاتی ہیں۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قبروں کی زیارت کا فائدہ زیارت کرنے والے کو ہوتا ہے کہ اسے موت اور آخرت یاد آتی ہے۔ زیارت کا تعلق میت سے نہیں۔ ہاں البتہ زیارت کرنے والا مسلمان ہو اور وہ قبرستان میں مدفون مسلمانوں کے لیے دعا کرے تو اس کا فائدہ یقیناً ان فوت شدگان کو ہوتا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہ دعا سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان کی طرف جائیں تو یوں کہیں:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ

---

[1] صحیح مسلم: ٩٧٦؛ سنن ابی داود: ٣٢٣٤۔

وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ)) [1]

”سلام ہو تم پر اے (اس اجڑی بستی کے) مومن و مسلمان باسیو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت چاہتے ہیں۔“

ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ)) [2]

”اے اس گھر (قبرستان) کے مسلمان اور مومن باسیو! تم پر سلامتی ہو، ہم ان شاء اللہ تمہارے پاس آنے ہی والے ہیں، تم ہم سے پہلے پہنچ گئے، ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے خیر و عافیت کا طلب گار ہوں۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیرت سے یہ سبق ملتا ہے کہ آپ ﷺ قبرستان کی طرف اس مقصد کے لیے جاتے کہ وحشت اور ویرانے کے گھر کے باسیوں کے لیے رحم اور مغفرت کی دعا فرمائیں۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم: ۹۷۵۔

[2] سنن النسائی: ۲۰۴۲۔

[3] فقہ السنۃ: ۵٦٦/۱

④ میت کے حق میں مسلمانوں کی دعا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ [1]

''اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ (دعا کرتے ہوئے) کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرمادے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کینہ نہ پیدا کر۔ اے ہمارے رب! یقیناً تو بڑی شفقت والا بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ، ثُمَّ خَرَجَ، قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ، فَتَبِعَتْهُ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقِفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ، فَأَخْبَرَتْنِي، فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى أَصْبَحْتُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِنِّي بُعِثْتُ إِلٰى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ)) [2]

---

[1] ٥٩/الحشر:١٠۔

[2] سنن النسائی: ٢٠٤٠، مسند احمد:٦/٩٢، مستدرك للحاكم: ٤٨٨/١۔

''ایک رات رسول اللہ ﷺ نے کپڑے زیب تن فرمائے اور باہر تشریف لے گئے، میں نے اپنی لونڈی بریرہ کو آپ کے پیچھے بھیجا تاکہ دیکھے کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے پیچھے پیچھے گئی حتی کہ آپ بقیع قبرستان کے قریب پہنچ کر جتنی دیر اللہ نے چاہا، وہاں کھڑے رہے اور پھر واپس مڑے تو بریرہ میرے پاس پہلے ہی پہنچ گئی اور مجھے خبر دی۔ صبح ہونے تک میں نے آپ سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ صبح کو میں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے بقیع والوں کی طرف بھیجا گیا تھا تاکہ میں ان کے لیے دعا کروں۔''

شیخ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دوستی اور بھائی چارے کا حق یہ ہے کہ میت کی زندگی اور وفات کے بعد بھی اس کے لیے ہر اس چیز کی دعا کی جائے جسے انسان اپنے آپ، اہل وعیال اور اپنے متعلقین کے لیے پسند کرتا ہے اور اسی طرح دعا کرے جس طرح وہ اپنے لیے کرتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دعا مُردوں کے لیے فائدہ مند ہے اور اس کا ثواب انہیں پہنچتا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ، قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ)) [1]

---

[1] صحيح مسلم: ٢٧٣٣۔

”ایک مسلمان کی دعا اپنے مسلمان کے لیے اس کی عدم موجودگی میں مقبول ہوتی ہے۔ اس کے پاس ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے کسی بھلائی کی دعا کرتا ہے تو متعین فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھے بھی اسی طرح ملے۔“

آپ ﷺ نے قبرستان کی زیارت اور اہل قبول کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ نمازِ جنازہ خود اس کی سب سے بڑی دلیل ہے کیونکہ اس کا اکثر حصہ میت کے حق میں دعا اور استغفار کرنا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر تشریف لے گئے تو ان کی نگاہیں پھٹ چکی تھیں، آپ نے ان کی آنکھوں کو بند کر کے فرمایا: بے شک روح جب قبض کی جاتی ہے تو نگاہ اس کے پیچھے لگ جاتی ہے۔ یہ سن کر ان کے اہل خانہ نے رونا چلانا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے لیے بھلائی ہی طلب کرو۔ اس لیے کہ جو تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے میت کے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِی الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ)) [1]

”اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کے درجات کو بلند فرما دے اور اس کے باقی رہنے والے عزیزوں میں تو اس کا خلیفہ ہو جا ہمیں اور اس کو بخش دے، اے تمام جہانوں کے رب! اس کی قبر کو وسیع کر دے اور اس کے لیے اس میں روشنی کر دے۔“

---

[1] صحیح مسلم: ۹۲۰: سنن ابی داود: ۳۱۱۸۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے ماں باپ یا کسی دوست کی دعا کا منتظر رہتا ہے۔ بے شک اہل دنیا کی دعا سے اللہ اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔ مردوں کے لیے زندوں کا بہترین تحفہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔ [1]

⑤ میت کے قرض کی ادائیگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ)) [2]

''مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کی جانب سے وہ قرض ادا کر دیا جائے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض کسی بھی شخص کی جانب سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ قرض کی ادائیگی اولاد ہی کے لیے مخصوص کرنا ضروری نہیں۔ [3]

عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَتَرَكَ عِيَالًا قَالَ فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَهَا عَلٰى عِيَالِهِ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ اَخَاكَ مُحْتَبَسٌ بِدَيْنِهِ

---

[1] مشكوة المصابيح: ٢٣٥٥، شعب الايمان للبيهقي: ٧٩٠٥، قال الشيخ زبير على زئى رحمه الله: اسناده ضعيف جدًا منكر

[2] سنن ابن ماجه: ٢٤١٣: سنن الترمذي: ١٠٧٨۔

[3] مجموع الفتاوىٰ: ٢٤/ ٣١١۔

فَاقْضِ عَنْهُ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَدَّيْتُ عَنْهُ إِلَّا دِيْنَارَيْنِ ادَّعَتْهُمَا امْرَأَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيِّنَةٌ قَالَ ((فَأَعْطِهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ)) [1]

''سعد بن اطول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کا بھائی وفات پا گیا، وہ تین سو درہم ترکہ چھوڑ گیا، عیال بھی موجود تھے۔ میں نے اس کے چھوڑے ہوئے درہم اس کے بال بچوں کو دینا چاہے، لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تیرا بھائی تو قرض کی وجہ سے قید ہے۔ لہٰذا تم اس کی طرف سے قرض ادا کرو۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ تمام قرض ادا کر دیا ہے صرف ایک عورت دو دینار کا مطالبہ کرتی ہے لیکن اس کے پاس دلیل نہیں ہے، آپ نے فرمایا: اسے دے دو، وہ سچی ہے۔''

---

[1] سنن ابن ماجہ: ۲٤۳۳۔

سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: ((هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟)) فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ:((هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟)) فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ:((هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟))فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ:((مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيْبَنِي فِي الْمَرَّتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ؟ إِنِّي لَمْ أُنَوِّهْ بِكُمْ إِلَّا خَيْرًا، إِنَّ صَاحِبَكُمْ مَأْسُوْرٌ بِدَيْنِهِ))فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أُدِّيَ عَنْهُ حَتَّى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ [1]

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کر کے پوچھا کہ فلاں گھرانے کا کوئی آدمی موجود ہے؟ سامعین خاموش رہے۔ آپ نے پوچھا کہ فلاں گھرانے کا کوئی آدمی موجود ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ فلاں گھرانے کا کوئی آدمی موجود ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تم نے پہلے دو مرتبہ مجھے جواب کیوں نہیں دیا؟ میں نے تمھیں خیر ہی کے لیے بلایا ہے، تمہارا فلاں (فوت شدہ) اپنے قرض کے سبب محبوس ہے (یعنی جنت سے روک دیا گیا ہے اگر چاہتے ہو تو اسے چھڑا لو یعنی قرض ادا کر دو)۔ راوی کہتا ہے: یہ سنتے ہی اس کے اہل خانہ اور لواحقین کھڑے ہوئے اور اس کا تمام قرض ادا کر دیا، حتی کہ کوئی چیز باقی نہ رہی۔“

---

[1] سنن ابی داود: ۳۳۴۱۔ قال الشیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ: اسنادہ ضعیف

⑥ نذر اور روزوں کی قضا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ؟ فَقَالَ ((اقْضِهِ عَنْهَا)) ❶

''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ماں کی ایک نذر کے متعلق فتویٰ طلب کیا، جسے پورا کرنے سے پہلے وہ وفات پا چکی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کی جانب سے نذر کو پورا کرو۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)) ❷

''جو شخص اس حال میں انتقال کر جائے کہ اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی جانب سے اس کا ولی روزہ رکھے گا۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((اَنَّ امْرَاَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ اِنْ نَجَّاهَا اللّٰهُ اَنْ تَصُومَ شَهْرًا فَنَجَّاهَا اللّٰهُ فَلَمْ تَصُمْ حَتّٰى مَاتَتْ فَجَاءَتْ ابْنَتُهَا اَوْ اُخْتُهَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَهَا اَنْ تَصُومَ عَنْهَا)) ❸

''ایک عورت سمندری سفر کر رہی تھی، نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی، سفر کامیاب ہوا تو ایک ماہ کے روزے رکھوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی، ابھی روزے نہیں رکھے تھے کہ وفات پا گئی۔ اس

---

❶ بخاری:٢٧٦١۔ ❷ بخاری:١٩٥٢؛مسلم:١١٤٧۔ ❸ سنن ابی داود:٣٣٠٨

کی بیٹی یا بہن نبی کریم ﷺ کے پاس پوچھنے کے لیے آئی تو آپ نے اسے اس کی طرف سے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔"

ایک روایت میں ہے:

((لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟)) قَالَتْ نَعَمْ، قَالَ: ((فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى)) [1]

آپ نے اس سے پوچھا: اگر تیری ماں کے ذمے مالی قرض ہوتا تو تو اسے ادا کرتی؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ صحیح احادیث اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ میت نے جن روزوں کی نذر مانی تھی ان کی قضا کی جائے گی اور اس کو قرض کی ادائیگی سے تشبیہ دی۔ جس طرح قرض کی ادائیگی ہر کسی کی جانب سے درست ہے اسی طرح کسی بھی شخص کی جانب سے روزوں کی قضا کی جاسکتی ہے، اس کے لیے بیٹے ہی کو مخصوص کرنا درست نہیں۔ [2]

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نذر ماننا درست ہے اور اسے پورا کرنا واجب ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو۔ [3]

امام ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: میت کی جانب سے نذر مانے ہوئے روزے جو اصلی فرض روزوں سے درجہ میں کم تر ہیں، رکھے جائیں گے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کا قول ہے اور یہی درست ہے، اس لیے کہ فرض

---

[1] سنن ابی داؤد: ۳۳۱۰۔

[2] مجموع الفتاویٰ: ۲۴/ ۳۱۱۔۳۱۰۔ [3] شرح مسلم۔

روزے فرض نمازوں کی طرح ہیں جس طرح کوئی دوسرے کی جانب سے نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی دوسرے کی جانب سے اسلام قبول کرسکتا ہے اسی طرح روزے بھی ہیں۔ لیکن جہاں تک نذر کا معاملہ ہے تو وہ ذمہ داری کے اعتبار سے قرض کی طرح ہے اس لیے ولی کا میت کی جانب سے اس کا ادا کرنا اسی طرح مقبول ہے جس طرح کہ قرض۔ اور یہ عین سمجھ کی بات ہے۔ [1]

حدیث: ((مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)) کا تعلق نذر کے روزوں کے ساتھ ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کے بعد فرماتے ہیں: "هٰذَا فِي النَّذْرِ" یہ مسئلہ نذر (کے روزوں) کے بارے میں ہے۔ [2]

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: "میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا، انھوں نے فرمایا: نذر کے علاوہ میت کی طرف سے روزہ نہیں رکھا جائے گا۔ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے عرض کیا: ماہِ رمضان (کے فرض روزوں کے بارے میں کیا حکم ہے)؟ آپ نے فرمایا: اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے گا۔" [3]

عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں کہ "ان کی والدہ فوت ہوگئیں، ان پر رمضان کے روزے باقی تھے۔ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: میں ان (اپنی والدہ) کی طرف سے قضا دوں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں، بلکہ ہر روزے کے بدلے میں کسی مسکین کو نصف صاع (گندم وغیرہ) صدقہ کرو۔" [4]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نذر کے روزے کے بارے میں فرمایا:

---

[1] تهذيب السنن: ٣/ ٢٧٦۔

[2] سنن أبي داود: ٢٤٠٠۔ [3] مسائل إمام أحمد: ٦٦١

[4] مشكل الآثار للطحاوي: ١٧٩/٦ وسنده صحيح۔

"يُصَامُ عَنْهُ النَّذْرُ" اس (میت) کی طرف سے نذر کا روزہ رکھا جائے گا۔ [1]

دیگر روزوں کے بارے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: " لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَ لٰكِنْ يُطْعِمُ عَنْهُ " کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے، البتہ اس (میت) کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔ [2]

⑦ میت کی جانب سے صدقہ ادا کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ ((نَعَمْ)) [3]

"ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا ہے اور وہ وصیت نہیں کر سکی اور مجھے یقین ہے کہ اگر اسے بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرتی۔ اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔"

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رضي الله عنه تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا أَ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا [4]

---

[1] المصنف لابن أبي شيبة: ١٢٧٢٥۔

[2] السنن الكبرىٰ للنسائي: ٢٩١٨ وسنده صحيح۔

[3] صحيح مسلم: ١٠٠٤۔ [4] صحيح بخاري: ٢٧٥٦۔

''سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ وفات پا گئیں جب کہ وہ ان کے پاس موجود نہیں تھے۔انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری عدم موجودگی میں میری والدہ وفات پا گئی ہیں۔اگر کوئی چیز ان کی جانب سے صدقہ کروں تو انھیں فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں،وہ کہنے لگے: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ پھل دار باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوْصِ فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ تُصَدِّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) [1]

''ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے مال چھوڑا ہے جب کہ وصیت نہیں کی۔ میرا اس کی جانب سے صدقہ کرنا اس کے گناہوں کا کفارہ بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔''

اسی طرح عاص بن وائل سہمی کا واقعہ ہے۔اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیے۔اب اس کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے باقی پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی،میرے بھائی ہشام نے پچاس آزاد کر دیے،پچاس باقی ہیں کیا میں اس کی جانب سے آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم: ۱۶۳۰۔

((إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ وَفَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ ذٰلِكَ)) [1]

''اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا اور تم اس کی جانب سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اسے ثواب پہنچتا؟'' اور ایک روایت میں ہے: ''اگر اس نے توحید کا اقرار کیا ہوتا اور تو اس کی جانب سے روزے رکھتا اور صدقہ کرتا تو وہ اسے فائدہ دیتے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: علمائے اہل سنت والجماعت کے درمیان صدقہ اور عتق (غلام آزاد کرنا) جیسی مالی عبادات کے ثواب پہنچنے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اگرچہ کسی نے اپنی کمائی ہی سے یہ کام کیا ہو۔ جس طرح غیر کی دعا اور صدقہ سے اسے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی جانب سے جو بھی میت کو پہنچے گا اسے فائدہ حاصل ہوگا، چاہے وہ اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو بالکل اسی طرح جیسے اس کی نماز جنازہ ادا کرنے اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعائے مغفرت کرنے والوں سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ [2]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس پر تمام علما کا اجماع ہے کہ میت کی جانب سے صدقہ (خواہ اولاد نے کیا ہو یا کسی اور نے) اسے فائدہ پہنچاتا ہے اور اس کا ثواب اسے ملتا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حق بات جس کے علمی قواعد متقاضی ہیں، یہ ہے کہ اللہ کا فرمان ﴿لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى﴾ عمومات قرآنیہ میں سے ہے اور

---

[1] سنن ابی داؤد: ۲۸۸۳؛ مسند احمد: ۱۸۱/۲

[2] مجموع الفتاویٰ: ۳۶٦/۲٤

اپنے عموم پر قائم ہے۔ تخصیص کی دلیل نہیں ہے اور صدقہ وغیرہ کا ایصالِ ثواب اولاد کی جانب سے میت کو کرنا جائز ہے کیونکہ اولاد والد کی سعی ہے بخلاف غیر اولاد کے۔ باقی امام نووی وغیرہ رحمہ اللہ کا اجماع کا دعویٰ اگر صحیح ثابت ہو جائے تو وہ عموم آیت کا مخصص بن جائے گا مگر یہ اجماع کا دعویٰ صحت کو نہیں پہنچتا کیونکہ دعویٰ بغیر دلیل ہے۔ ❶

⑧ میت کی جانب سے غلام یا لونڈی آزاد کرنا

میت کی جانب سے صدقہ کرنے کی متعدد انواع ہیں ان میں سے ایک بہتر صورت غلام یا لونڈی آزاد کرنا بھی ہے گزشتہ بحث میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت اس کی واضح دلیل ہے کہ جب انہوں نے باپ کے متعلق پوچھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا اور تم اس کی جانب سے غلام یا لونڈی آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے تو اسے پہنچ جاتا یعنی اسے فائدہ ہوتا۔ ❷

امام ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: غرض یہ کہ بہترین تحفہ جو میت کو دیا جائے وہ اس کی جانب سے گردن آزاد کرنا، صدقہ کرنا، مغفرت طلب کرنا اس کے حق میں دعا کرنا اور اس کی جانب سے حج کرنا ہے۔ ❸

صدقہ کرنے کے عمومی دلائل میں آزادی بھی داخل ہے۔ اس لیے گزشتہ بحث کو دوبارہ پڑھ لیجیے۔

---

❶ تفصیل کے لیے رجوع کیجیے، احکام الجنائز للالبانی، ص:۱۷۳۔

❷ سنن ابی داؤد :۲۸۸۳؛ مسند احمد: ۱۸۱/۲؛ بیہقی:۶/ ۲۷۹۔

❸ الروح:۱۹۰۔

⑨ میت کی جانب سے حج کرنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: اِنَّ اُمِّي نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ، اَفَاَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ:((نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟ اقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ)) ❶

''رسول اللہ ﷺ سے جہینہ قبیلہ کی ایک عورت نے پوچھا: میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ وفات تک حج نہیں کر سکی، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی طرف سے حج کرو پھر فرمایا: ذرا بتلاؤ! اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی؟ اللہ کا حق ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔''

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور حج نہیں کر سکی۔ کیا میں اس کی جانب سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی طرف سے حج کر لو۔ ❷

اسی طرح خثعم قبیلے کی ایک عورت نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ❸

---

❶ صحیح بخاری:۱۸۵۲۔ ❷ صحیح مسلم:۱۱۴۹۔
❸ صحیح بخاری:۱۵۱۳؛ صحیح مسلم:۱۳۳۴۔

''بے شک اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حج کے بارے میں جو فرض ہے اس نے میرے بہت بوڑھے باپ کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا، میں اس کی طرف سے اگر حج کروں تو کیا اس کا فریضہ ادا ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ اپنے باپ کے لیے حج کرنے کی اجازت چاہنے والے ایک شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ فَاِنْ لَمْ تَزِدْہُ خَیْرًا لَمْ تَزِدْہُ شَرًّا)) [1]

''اپنے باپ کی طرف سے حج کرو، اگر اس سے اس کی بھلائی میں اضافہ نہیں ہوتا تو برائی میں بھی اضافہ نہیں ہوگا۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ان صحیح احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی جانب سے فرض حج بھی ادا کرنے کا حکم دیا اور نذر کا حج بھی، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کا حکم دیا اور جسے اس کا حکم دیا، وہ اس کی اولاد بھی ہو سکتی ہے اور بھائی وغیرہ بھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے میت پر قرض کے مشابہ قرار دیا اور قرض تو ہر کسی کی جانب سے ادا کرنا درست ہے۔ میت کی جانب سے حج اکثر علما کے نزدیک جائز ہے اس مسئلہ میں ان کے درمیان صرف معمولی اختلاف ہے۔ [2]

یاد رہے کہ اگر میت اپنی زندگی میں استطاعت کے باوجود حج نہ کرے اور طاقت ہونے کے باوجود روزے نہ رکھے تو مرنے کے بعد اس کی طرف سے نہ روزے رکھیں جائیں گے نہ حج کیا جائے گا۔

---

[1] سنن ابن ماجه: ٢٩٠٤، قال الشيخ زبير علی زئی رحمه الله: اسناده ضعيف

[2] مجموع الفتاوىٰ: ٢٤/ ٣١٠۔ ٣١١۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ اگر میت نے حج کرنے میں زندگی کی آخری سانس تک کوتاہی کی اور غفلت وسستی کی بنا پر حج نہیں کیا یا زکوٰۃ نہیں دی تو اس کی جانب سے نہ حج کیا جائے گا اور نہ زکوٰۃ ہی ادا کی جائے گی۔ اور اگر کسی نے کیا تو اس سے میت کو کچھ فائدہ نہیں پہنچے گا کیونکہ خود میت نے اس فریضہ کو ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ [1]

---

[1] اختصار از تہذیب السنن: ۳/ ۲۷۶۔

باب دوم

میت کو اس کے اپنے اعمال سے حاصل ہونے والے فوائد

① میت کے نیک اثرات اور صدقہ جاریہ

فرمانِ الٰہی ہے:﴿ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ﴾ [1]

"اور جو کام انہوں نے کیے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں، وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: جو کام انہوں نے خود کیے ہیں اور جن کاموں کے اثرات انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں، وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں اور اسی پر ہم انہیں بدلہ دیں گے اگر اچھے ہوں گے تو اچھا، اگر برے ہوں گے تو برا بدلہ دیا جائے گا۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ)) [2]

"جس نے اسلام میں خیر کے کسی کام کا رواج ڈالا (اچھی سنت جاری کی) تو اس کو اپنی اس نیکی کا ثواب بھی ملے گا اور اس کے بعد جو لوگ اس پر عمل

---

[1] ٣٦/یس:١٢۔

[2] صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنه اوسیئة، ح:١٠١٧

کریں گے ان کے عمل کا ثواب بھی اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان عاملین کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کسی بدی کا راستہ کھولا (بری سنت جاری کی، برا طریقہ رواج دیا) تو اس کو اپنی اس بدی کی سزا دی جائے گی اور اس کے بعد جتنے لوگ اس برائی کو اختیار کریں گے ان سب کے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا بغیر اس کے کہ ان کے بوجھوں میں کوئی کمی کی جائے۔"

رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ مومنوں میں سے عقل مند کون ہے؟ آپ نے فرمایا:

((أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا، أُولَئِكَ الْأَكْيَاسُ)) [1]

"جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے بعد پیش آنے والے مراحل کی بہترین تیاری کرتا ہے، یہی لوگ عقل مند ہیں۔"

② نیک اولاد کے اعمالِ صالحہ

نیک اولاد جو نیک اعمال کرتی ہے ان کے ثواب میں بغیر کسی کمی کے، ان کے والدین بھی شریک ہوتے ہیں۔ کیوں کہ اولاد بھی والدین کی کوشش اور کمائی کا ایک حصہ ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ [2]

"اور یہ کہ انسان کو صرف اسی کے عمل کا بدلے ملے گا۔"

---

[1] سنن الترمذي: ٢٤٥٩؛ سنن ابن ماجه: ٤٢٦٠؛ مسند احمد: ٤/ ١٢٤۔

[2] ٥٣/النجم:٣٩۔

جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَاِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ)) [1]

''سب سے پاکیزہ غذا آدمی کی اپنی کمائی ہے اور اس کی اولاد اس کی کمائی میں سے ہے۔''

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت اور حدیث کے مفہوم کی چند اور احادیث بھی تائید کرتی ہیں جو بالخصوص والد کو اپنی نیک اولاد کے عمل، جیسے صدقہ، روزہ اور غلام آزاد کرنے وغیرہ سے فائدہ پہنچانے کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ)) [2]

''جس نے کسی بھلائی پر رہنمائی کی تو اس کے لیے اس کے لیے عمل کرنے والے کے برابر اجر ہے۔''

ماں باپ اولاد کی خیر و بھلائی پر رہنمائی کرتے ہیں اور بچے کی پہلی تربیت گاہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اولاد کے نیک اعمال کا ثواب جہاں انھیں ثواب ملتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے والدین کو بھی ثواب سے نوازتا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ کے متعلق فرماتے ہیں: سچ تو یہ ہے کہ آدمی اپنی کمائی کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور جس چیز کا وہ مالک ہے اس کا وہ بھرپور استحقاق رکھتا ہے جس طرح

---

[1] سنن ابی داود:۳۵۲۸؛ سنن الترمذی:۱۳۵۸۔ [2] صحیح مسلم:۱۸۹۳۔

کہ وہ اپنی ذاتی کمائی کا مالک ہے۔ دوسرے کی کمائی کا حق دار اور مالک وہ خود ہے نہ کہ کوئی اور، لیکن یہ اس بات سے مانع نہیں ہے کہ وہ غیر کی کمائی سے موت کے بعد فائدہ حاصل کرے جیسے وہ زندگی میں دوسرے کی کمائی سے فائدہ اٹھاتا تھا۔[1]

شیخ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اسلام کی تعلیمات کے مطابق اللہ اور اس کے رسول کی رہنمائی میں ایک انسان زندگی میں اپنی سعی اور کسب سے دیگر لوگوں کو فوائد پہنچاتا ہے اسی طرح ایک انسان کسی دوسرے فوت شدہ مسلمان کو کتاب وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں فوائد پہنچا سکتا ہے۔ مثلاً: صدقہ کرتا ہے، کوئی نیکی کا کام کرتا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب مجھے اور دیگر مخصوص لوگوں یا تمام مسلمانوں کو عطا فرمائے جس میں زندہ بھی داخل ہیں اور فوت شدہ بھی تو کوئی حرج نہیں۔ اس کا یہ قطعاً مطلب نہیں ہے کہ ایک مسلمان خود تو اپنے لیے کچھ نہ کرے اور صرف مُردوں کے لیے کام کرے اور کہے کہ اس کا ثواب مردوں کو مل جائے۔ یہ اپنے نفس کے ساتھ دھوکا ہے۔ کبھی آپ نے کسی مسلمان یا انسان کو دیکھا ہے جو سارا دن محنت مزدوری کرے اور شام کو آپ اس کی مزدوری اس کے بھائی یا دوست یا کسی مسلمان کو دے دیں وہ خوش ہو اور کہے میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا، میری محنت بر آئی؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان فوت ہو گیا، زندگی میں آخرت کی فکر نہیں کی تو کیا اب وہ لواحقین، دوست احباب جو خود نماز نہیں پڑھتے، اللہ اور اس کے رسول کی واضح مخالفت کرتے ہیں، آخرت کی فکر نہیں مگر وس پارہ ختم شریف پڑھ لیے یا پڑھوا لیے، صدقہ کر دیا اور کہا مولوی صاحب اس کا ثواب ہمارے فلاں دوست یا دوست یا رشتے دار کو مل جائے، یہ کیسے ہو گا؟

---

[1] مجموع الفتاویٰ: ۲۴/ ۳۱۲۔

اللہ کے لیے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ کر پڑھیے، خود عمل کیجیے اور باقیات صالحات کیجیے، صدقات کیجیے، خود بھی ثواب کمائیے اور ثواب میں دیگر مسلمانوں کو بھی شامل کیجیے اور اچھی رسم وسنت کو رواج دیں۔ لیکن بدعات وخرافات سے اپنے دامن کو بچا کر رکھئے کیوں کہ یہ فائدہ دینے کی بجائے مسلمان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

③ صدقہ جاریہ، علم نافع اور دعا کرنے والی نیک اولاد

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) [1]

”جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ یا وہ علم جس کے ذریعے (مخلوق کو) فائدہ حاصل ہو، یا اس کے لیے دعا کرنے والی نیک اولاد۔“

ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهِ ثَلَاثٌ: وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ، وَصَدَقَةٌ تَجْرِي يَبْلُغُهُ اَجْرُهَا، وَعِلْمٌ يُعْمَلُ بِهِ بَعْدَهُ)) [2]

”انسان اپنے پیچھے جو کچھ چھوڑ کر جاتا ہے ان میں سے تین چیزیں سب سے بہتر ہیں: ایک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرے، صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے ملتا رہے اور ایسا علم جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا رہے۔“

---

[1] صحیح مسلم: ١٦٣١۔ [2] سنن بن ماجہ: ٢٤١؛ صحیح ابن حبان: ٩٣۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ دوسروں کے عمل سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا، جب وہ اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے تو یہ اس کے اس عمل سے ہے جس کا سلسلہ رکا ہوا نہیں ہے لیکن وہ اس سے فائدہ ضرور اٹھائے گا۔ ❶

علامہ مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دعا کے لیے بیٹے کی قید اولاد کو اپنے والد کے حق میں دعا کرنے کی ترغیب دینے کے لیے لگائی گئی ہے ورنہ دوسروں کی دعا بھی میت کے لیے فائدہ مند ہے۔ ❷

④ قرآن مجید وقف کرنا، مسجد تعمیر کرنا اور نہریں کھدوانا

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَبْعٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ، وهُوَ فِي قَبْرِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهَرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ)) ❸

''سات اعمال ایسے ہیں جن کا اجر بندے کے لیے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے، جب کہ وہ قبر میں ہوتا ہے۔ جس نے علم سکھایا، نہر کھودی، کنواں کھودا، درخت لگایا، مسجد بنائی، قرآن وقف کیا یا اولاد چھوڑ کر مرا، جو اس کی موت کے بعد اس کے لیے استغفار کرے۔''

---

❶ مجموع الفتاویٰ: ٢٤/ ٣١٢۔ ❷ فیض القدیر: ١/ ٤٣٨۔

❸ صحيح الجامع الصغير: ٣٦٠٢؛ صحيح الترغيب: ٧٣؛ مسند بزار: ٧٢٨٩۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مساجد اور پانی کی سبیلیں وقف کرنا درست ہے اور وقف شدہ چیز نہ بیچی جا سکتی ہے نہ کسی کو ہبہ کی جا سکتی ہے اور نہ اس میں وراثت ہی جاری ہوگی۔ اس پر وقف کرنے والے کی شرائط لاگو ہوں گی اور اس سے وقف کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور وقف صدقہ جاریہ ہے۔ [1]

مناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ وہ اعمال ہیں جن کا ثواب مومن کے لیے اس کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا جب کہ اس کی موت کے بعد دیگر اعمال کا ثواب رک جاتا ہے۔ [2]

⑥ میت نے کسی اچھے کام کی بنیاد ڈالی، ہدایت کی دعوت دی، اللہ کی راہ میں پہرہ دیا اور جہاد کیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ)) [3]

”جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لیے اس کا اپنا اجر اور ان تمام لوگوں کا اجر ہوگا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے اجروں میں کوئی کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کے اپنے گناہ کا بوجھ اور ان تمام لوگوں

---

[1] شرح مسلم: ۱۱/ ۸۶۔ [2] فیض القدیر: ۲/ ۵۴۰۔

[3] مسلم، کتاب الزکوۃ باب الحث علی الصدقۃ، ح: ۱۰۱۷

کے گناہوں کا بوجھ ہوگا جو اس پر اس کے بعد عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں کے بوجھ میں کوئی کمی کی جائے۔"

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ)) [1]

"جس نے کسی بھلائی پر رہنمائی کی تو اس کے لیے اس کے کرنے والے کے برابر اجر ہے۔"

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)) [2]

"جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا، یہ ان کے اجروں سے کچھ کمی نہیں کرے گا اور جو کسی گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کا وبال بھی ہوگا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو گناہ کرنے کا ہوگا، یہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔"

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ حدیث اچھے کاموں کی ترویج واشاعت کے مستحب ہونے اور برے کاموں کو رواج دینے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، چاہے یہ علم

---

[1] صحیح مسلم: ١٨٩٣ [2] صحیح مسلم: ٢٦٧٤

سکھانا ہو یا عبادات اور آداب وغیرہ ہوں اور آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ 'اس کے بعد جس نے اس پر عمل کیا' کا مطلب یہ ہے کہ جس میت نے اس کو رواج دیا، اس پر لوگوں کا عمل چاہے اس کی زندگی میں ہو یا موت کے بعد، اسے ثواب ملتا رہے گا۔'' واللہ اعلم [1]

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا مَا عَمِلَ بِهِ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ حَتَّى يُتْرَكَ، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ إِثْمُهَا حَتَّى يُتْرَكَ، وَمَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جَرَى لَهُ أَجْرُ الْمُرَابِطِ حَتَّى يُبْعَثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

''جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اس کے لیے اس کا اجر ہے جو اس کی زندگی میں اور موت کے بعد اس پر عمل کیا جائے گا حتی کہ اسے ترک کر دیا جائے اور جس نے برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کا گناہ ہو گا یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جو شخص پہرہ دیتے ہوئے مرا اس کے لیے پہرے دار والا عمل جاری کر دیا جاتا ہے (یعنی اسے مسلسل ثواب ملتا رہے گا) یہاں تک کہ قیامت کے اٹھایا جائے گا۔''

سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ،

---

[1] شرح مسلم: ١٦/ ٢٢٦؛ بتصرف۔

[2] صحيح الترغيب، رقم: ٦٥؛ بحواله طبراني في الكبير: ١/ ١٣٥۔

وَاَمِنَ الْفَتَّانَ)) [1]

"ایک دن اور رات کا پہرہ ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر عمل ہے اور اگر وہ پہرے کی حالت میں فوت ہوجاتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب مسلسل جاری رہتا ہے اور اس کے لیے رزق جاری کیا جاتا ہے اور قبر و آخرت کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔"

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ اِلَّا الْمُرَابِطُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ)) [2]

"ہر فوت ہونے والے کا عمل اختتام پذیر ہوجاتا ہے ماسوائے اللہ کی راہ میں پہرہ دینے والے کے (یعنی مجاہد کے) اس کا عمل قیامت تک کے لیے جاری رہتا ہے اور قبر کے فتنہ سے محفوظ کردیا جاتا ہے۔"

⑥ پودا لگانا یا کھیتی کرنا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ إِنْسَانٌ اَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)) [3]

"جو مسلمان کوئی پودا لگاتا یا کھیتی کرتا ہے۔ اس سے پرندے، انسان یا جانور جو کچھ کھائیں گے اس کی وجہ سے اسے صدقہ کا ثواب ملے گا۔"

---

[1] صحیح مسلم:۱۹۱۳۔ [2] سنن ابی داود:۲۵۰۰؛ سنن الترمذی:۱۶۲۱۔

[3] صحیح بخاری کتاب الحرث والمزارعة: ۲۳۲۰؛ صحیح مسلم: ۱۵۵۳۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ)) [1]

''جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے تو اس درخت سے جو کچھ کھایا جائے گا اس کے حق میں صدقہ ہوگا اور جو اس میں سے چوری کیا جائے گا وہ بھی صدقہ شمار ہوگا اور اس میں سے درندے جو کچھ کھائیں گے وہ بھی صدقہ اور جو کوئی بھی کچھ لے گا وہ اس کے حق میں صدقہ ہوگا۔''

یہ ایسے اعمال ہیں جو انسان خود کرتا ہے، زندگی میں بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور اسے اس وقت تک ثواب ملتا رہے گا جب تک وہ درخت یا کھیتی اور اس سے نکلنے والا پھل اور اناج باقی ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔'' [2]

ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ وہ میت کو اس کا ثواب اس کی موت کے بعد بھی ایسا ہی عطا کرتا رہتا ہے جیسا کہ اس کی زندگی میں دیتا تھا اور یہ چند چیزوں میں ہے: صدقہ جاریہ اور علم جو اس نے سکھایا یا صالح اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی رہتی ہے یا کوئی پیڑ پودا لگایا اور کھیتی باڑی کی اور اسی طرح اس مجاہد کو بھی قیامت تک ثواب ملتا رہے گا جو اپنے گھوڑے کو جہاد کے لیے ہمیشہ تیار رکھتا ہے۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم:۱۵۵۲ [2] شرح مسلم:۱/ ۲۱۳۔

[3] عارضة الاحوذی: ٦/ ١٥٢۔

باب سوئم

وہ امور جو میت کے لیے بے فائدہ ہیں

① رخسار پیٹنا اور گریبان چاک کرنا

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، أَوْ شَقَّ الْجُيُوبَ، أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) [1]

"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے (اظہار رنج کے لیے) گالوں کو پیٹا، گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی باتیں کیں۔"

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ)) وَقَالَ ﷺ أَيْضًا فِيمَا رَوَاهُ الْمُغِيرَةُ عَنْهُ: ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

"میت کو اس پر نوحہ خوانی کی وجہ سے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔"

اس کا مفہوم یہ ہے کہ میت کو اپنے گھر والوں کے رونے کی آواز سن کر اذیت پہنچتی ہے اور رنج و غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہی بات ابن جریر طبری رحمہ اللہ وغیرہ نے کہی ہے اور اسی کی تائید ابن تیمیہ اور ابن القیم رحمہما اللہ نے کی ہے۔ نوحہ کرنا رونے سے مختلف ہے اور جاہلیت میں اس پر عمل کیا جاتا تھا جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۹۸؛ صحیح مسلم: ۱۰۳۔

[2] صحیح بخاری کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۹۲؛ صحیح مسلم: ۹۲۷،۹۳۳۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس معاملے میں آپ ﷺ کی عادت مبارکہ خاموشی اور اللہ کی تقدیر پر رضامندی اور اللہ کا شکر بجالانا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا تھی۔ اور آپ ﷺ نے ہر اس شخص سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا ہے جس نے مصیبت کی وجہ سے اپنے کپڑے پھاڑے یا نوحہ خوانی کرتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا یا اپنے سر کو منڈوالیا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَۃِ وَالْحَالِقَۃِ وَالشَّاقَّۃِ)) [1]

"رسول اللہ ﷺ نے چلّا کر رونے والی، سر منڈانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔"

② جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا یا تلاوتِ قرآن کرنا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جنازہ کے ساتھ با آواز بلند ذکر کرنا یا قرآن وغیرہ پڑھنا (کلمہ شہادت کا ذکر وغیرہ) مستحب نہیں ہے (یعنی غیر مشروع کام ہے) یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور یہی اسلاف صحابہ کرام اور تابعین سے منقول ہے۔ اور اس بارے میں مجھے کسی کے اختلاف کا علم نہیں ہے۔ [2]

③ قبر پر میت کو تلقین کرنا اور قرآن پڑھنا

تلقین سے مراد کو دفنانے کے بعد شہادتیں اور ان سوالات کے جواب کی تلقین کرنا ہے جو اس سے عنقریب پوچھے جائیں گے اور وہ ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟

---

[1] صحیح بخاری: ۱۲۹۶؛ صحیح مسلم: ۱۰۴۔ [2] مجموع الفتاویٰ: ۲۴/ ۲۹۳۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: قبر پر بیٹھ کر قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا اور میت کو تلقین کرنا جس طرح آج کل لوگ کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ نہیں تھی اور اس کے متعلق امام طبرانی نے اپنی معجم میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی جو مرفوع روایت ذکر کی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً ثابت نہیں اور نہ آپ ﷺ کی تعلیمات میں سے یہ ہے کہ لوگ میت کے گھر کھانے کے لیے جمع ہوں اور اس کے لیے اس کی قبر کے پاس یا اور کسی جگہ اکٹھے ہو کر قرآن پڑھیں۔ یہ تمام نئی اور مکروہ بدعات ہیں۔ [1]

④ سورۃ فاتحہ اور یٰس وغیرہ کی تلاوت کرنا

فوت شدگان پر سورۃ فاتحہ اور قبرستان میں سورۃ یٰس پڑھنا اور اسی طرح گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنا بدعت ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میت کی تدفین کے بعد یا اس سے پہلے سورۃ یٰس یا اس کے علاوہ کسی اور سورت کی تلاوت مشروع نہیں ہے اور نہ قبرستان میں تلاوت ہی مشروع ہے۔ اس لیے کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے اور نہ خلفائے راشدین نے کیا۔ یہ تمام امور بدعت ہیں۔ [2]

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احادیث مبارکہ میں مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کا کوئی ثبوت مجھے معلوم نہیں ہو سکا۔ اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔ اس لیے کہ عبادات میں اصل منع ہے۔ جب تک کسی عبادت کی مشروعیت کا ثبوت کسی صحیح دلیل سے نہ ملے اس وقت تک وہ مشروع نہیں ہو سکتی۔ [3]

---

[1] زادالمعاد: ۱/ ۵۲۲، ۵۲۷، احکام الجنائز ازالبانی: ۳۲۵۔

[2] فتاویٰ اسلامیہ: ۱/ ۵۲۔ [3] فتاویٰ اسلامیہ: ۱/ ۵۲۔

⑤ قبر پر پودا یا کھجور کی ٹہنی لگانا

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں پر درخت یا ٹہنی لگانا یا ان پر گیہوں یا جو وغیرہ بونا غیر مشروع عمل ہے اس لیے کہ یہ کام نہ تو آپ ﷺ نے کیا اور نہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے کیا۔ اور وہ حدیث جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قبروں پر ٹہنی لگائی تھی، وہ اس لیے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مطلع کر دیا تھا کہ یہ دونوں عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ یہ کام آپ ﷺ کے ساتھ اور ان دونوں قبروں کے ساتھ خاص تھا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ان دو قبروں کے علاوہ اور کسی کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں فرمایا۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی ایسی بدعت کو مشروع نہ کریں جسے اللہ عزوجل نے مشروع نہیں کیا۔ [1]

⑥ قبر کے پاس اذان دینا

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: قبر کے پاس اذان دینا ایک بری بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی کوئی دلیل نہیں اتاری اور نہ اسے کسی ایسے امام ہی نے ذکر کیا جس کی اقتداء کی جاتی ہے۔ [2]

⑦ قبروں کے پاس تلاوت کے لیے قرآن رکھنا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: قبروں کے پاس اس لیے قرآن رکھنا کہ جو لوگ وہاں قرآن پڑھنا چاہیں پڑھ سکیں، یہ ایک قبیح بدعت ہے اور اسے سلف صالحین میں سے کسی نے نہیں کیا۔ [3]

---

[1] فتاویٰ اسلامیہ: ۲/ ۵۲؛ احکام الجنائز از شیخ البانی: ۲۵۳۔

[2] الدرر السنیہ: ۵/ ۱۴۲۔ [3] مجموع الفتاویٰ: ۲۴/ ۲۹۳۔

⑧ تلاوت، نوافل اور ذکر کے لیے جائیدادیں وقف کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بدعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جائیداد بالخصوص روپیہ پیسہ، تلاوت قرآن یا نوافل کی ادائیگی یا درود پڑھ کر وقف کرنے والے کی روح یا جس، (ولی یا بزرگ) کی زیارت کے لیے زائر آیا ہو، اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے وقف کرنا۔ [1]

⑨ میت پر قرآن پڑھنے کے لیے لوگوں کو اجرت پر حاصل کرنا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: میت پر قرآن پڑھنے اور اس کا ثواب میت کو پہنچانے کے لیے لوگوں کو اجرت پر حاصل کرنا مشروع نہیں ہے اور نہ علما میں سے کسی نے اسے مستحب ہی قرار دیا ہے۔ اسی طرح صرف تلاوت اور ایصال ثواب کی غرض سے قرآن پڑھنے والوں کو کرایہ پر حاصل کرنا بھی درست نہیں ہے، البتہ اگر میت کی طرف سے ان لوگوں پر صدقہ کیا جائے جو قرآن پڑھتے (یا حفظ کرتے) ہیں تو اس سے میت کو فائدہ ہوگا اور اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ [2]

نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں: اس کے باوجود اسلاف کی یہ عادت نہیں تھی کہ جب وہ نفلی نماز یا روزہ یا حج یا تلاوتِ قرآن کرتے تو اس کا ثواب اپنے عام یا خاص مرحومین کو پہنچاتے، اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ سلف صالحین کے طریقے سے نہ ہٹیں اس لیے کہ ان کا طریقہ افضل اور اکمل تھا۔ واللہ اعلم [3]

---

[1] احکام الجنائز: ۳۲۱۔ [2] مجموع الفتاویٰ: ۲۴/ ۳۰۰۔ ۳۱۶۔

[3] مجموع الفتاویٰ: ۲۴/ ۳۶ ۲۔

تاج الشریعہ محمود بن احمد حنفی فرماتے ہیں:

ان القرآن بالاجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری.[1]

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والآخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراءة الا جزاء بالا جرة لایجوز.[2]

"قرآن کریم کی تلاوت پر اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔ حاصل یہ کہ ہمارے زمانہ میں جو قرآن کریم کے پاروں کا اجرت کے ساتھ پڑھنا رائج ہو چکا ہے، وہ جائز نہیں ہے۔"

⑩ ختم دلانے کے لیے جمع ہونا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ لوگ قرآن خوانی کر کے اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچانے کے لیے گھروں میں جمع ہوں اور (فاتحہ خوانی کے بعد) کھانا وغیرہ کھلانا بدعات وخرافات میں سے ہے۔[3]

⑪ قبروں کو بلند کرنا اور انہیں پختہ بنانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((لَا تَدَعْ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهُ))[4]

---

[1] ردالمحتار علی الدرالمختار لابن عابدین: ٦/ ٥٦ [2] حوالہ سابقہ۔

[3] فتاویٰ اسلامیہ: ٢/ ٥٢۔ [4] صحیح مسلم: ٩٦٩۔

’’کسی تصویر کو نہ چھوڑو مگر اسے مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو۔‘‘

((عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ)) [1]

’’جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے، قبر پر بیٹھنے سے اور اس پر عمارت (گنبد، مقبرہ وغیرہ) بنانے سے منع فرمایا ہے۔‘‘

قبر پر بیٹھنے کی نہی سے قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا یا قبر پر چلہ کشی کرنے کے لیے بیٹھنا یا یا یوں ہی قبر پر بیٹھنا سب صورتیں منع ہو گئیں۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں کو بلند کرنا، اینٹ اور پتھر سے اس کی تعمیر کرنا، اس کو مضبوط کرنا، اس کو مٹی کا لیپ دینا یا اس پر قبے تعمیر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے بلکہ یہ مکروہ بدعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مخالف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ اس طرح کی تمام اونچی قبروں کو زمین کے برابر کر دیا جائے۔ [2]

⑫ دسواں، بیسواں، چہلم اور برسی وغیرہ

درحقیقت یہ قوم فرعون کی رسمیں ہیں جو اسلام سے پہلے ان میں تھیں اور پھر ان سے دوسری قوموں میں پھیلیں۔ یہ نہایت بری بدعت ہے جس کی کوئی اصل اسلام میں نہیں ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین سے ثابت ہے کہ انہوں نے میت کے گھر میں کوئی محفل برپا کی، نہ وفات کے بعد، نہ ایک ہفتہ کے بعد، نہ چالیسویں دن اور نہ سال گزرنے کے بعد، بلکہ یہ بدعت اور بری عادت پہلے زمانے کے اہل مصر وغیر کی ہے۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم: ٩٧٠۔ [2] زادالمعاد: ١/ ٥٢٤۔ [3] فتاویٰ اسلامیہ: ٢/ ٥٦

مشہور مؤرخ علامہ البیرونی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں کہ اہل ہنود کے نزدیک جو حقوق میت کے وارث پر عائد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: ضیافت کرنا اور یوم وفات سے گیارھویں اور پندرھویں روز کھانا کھلانا، اس میں ہر ماہ کی چھٹی تاریخ کو فضیلت ہے۔ اسی طرح اختتام سال پر بھی کھانا کھلانا ضروری ہے۔ نو دن تک اپنے گھر کے سامنے طعام پختہ وکوزہ آب رکھیں ورنہ میت کی روح ناراض ہوگی اور بھوک و پیاس کی حالت میں گھر کے اردگرد پھرتی رہے گی پھر عین دسویں دن میت کے نام پر بہت سا کھانا تیار کر کے دیا جائے اور آب خشک دیا جائے اور اسی طرح گیارھویں تاریخ کو بھی۔ نیز لکھا ہے کہ ماہ پوس میں وہ حلوا پکا کر دیتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ برہمن کے کھانے پینے کے برتن بالکل علیحدہ ہوں۔ [1]

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ (پنڈت سے مسلمان ہونے والے) لکھتے ہیں:

برہمن کے مرنے کے بعد گیارھواں دن، کھتری کے مرنے کے بعد تیرھواں دن اور دیش وغیرہ کے مرنے کے بعد پندرھواں یا سولھواں دن اور شودر یعنی بالا ہی وغیرہ کے مرنے کے بعد تیسواں یا اکتیسواں دن مقرر ہے۔

ازاں جملہ ایک چھ ماہی کا دن ہے یعنی مرنے کے بعد چھ مہینے۔ ازاں جملہ برسی کا دن اور ایک دن گائے کو بھی کھلاتے ہیں۔ ازاں جملہ ایک دن بدھ کا ہے مردے کے مرجانے سے چار برس پیچھے۔ ازاح جملہ سوج کے مہینے کے نصف اوّل میں ہر سال اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ لیکن جس تاریخ میں کوئی مرا اس تاریخ میں ثواب پہنچانا ضروری جانتے ہیں اور کھانے کے ثواب پہنچانے کا نام سرادھ ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو اول اس پر پنڈت کو بلوا کر کچھ بید پڑھواتے ہیں جو

---

[1] کتاب الہند، ص: ۷۰۲ بحوالہ "ایصال ثواب" از قاری خلیل الرحمٰن اختر۔

پنڈت اس کھانے پر بید پڑھتا ہے وہ ان کی زبان میں اشٹر من کہلاتا ہے اور اسی طرح اور بھی دن مقرر ہیں۔ ❶

اور یہی کچھ کلمہ گو مسلمان کرتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ پنڈت کی جگہ ختنی مُلّا نے لے لی اور کھانے پر بید کی جگہ قرآن کریم پڑھا جاتا ہے افسوس صد افسوس کہ ان تمام غیر اسلامی رسموں نے اسلامی شکل اختیار کر لی اور اب اس پر تنقید کرنا گویا اسلام پر تنقید کرنا ہے اور یہ سب کچھ ہندوستان میں آ کر ہوا۔ ❷

⑬ قبرستان کی زیارت کے لیے عید کا دن مخصوص کرنا

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عید کی رات کو قبرستان کی زیارت کے لیے جانا بدعت ہے اس لیے کہ آپ ﷺ سے قبرستان کی زیارت کے لیے عید کی رات یا دن کو خاص کرنا ثابت نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم (دین میں) نئے نئے کام سے بچو اس لیے کہ ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں (لے جانے والی) ہے۔'' ❸

لہٰذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی عبادات میں اور ہر ایسے عمل میں جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے احتیاط سے کام لے۔ ❹

---

❶ تحفة الهند، ص: ٩١۔

❷ بحواله المنهاج الواضح يعنى راه سنت، ص: ٢٤١۔

❸ سنن ابی داود: ٤٦٠٧۔

❹ فتاویٰ اسلامیه: ٢/ ٥٧؛ الدرر السنية: ٥/ ١٦٠۔

فوت شدگان کو
ثواب
کیسے پہنچائیں؟
مکتبہ اسلامیہ